فضیلت کے تین کام

مدرس: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

((اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِیْضَ وَفُکُّوا الْعَانِیَ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بھوکوں کو کھانا کھلاؤ' بیماروں کی عیادت کرو اور جو لوگ ناحق قید کر دیے گئے ہوں ان کی رہائی کی کوشش کرو''۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے تین کاموں کا حکم دیا ہے۔ اوّل بھوکوں کو کھانا کھلانا' دوم بیماروں کی عیادت کرنا' سوم قیدیوں کو رہائی دلانا۔ یہ تینوں کام اونچے درجے کے اخلاق کے مظہر ہیں۔ ان پر عمل کرنے والا دنیا میں عزت و احترام حاصل کرتا ہے اور آخرت میں اجرِ عظیم سے نوازا جائے گا۔

ان کاموں میں پہلا کام بھوکوں کو کھانا کھلانا ہے۔ بنی نوعِ انسان اشرف المخلوقات کے مقام پر فائز ہیں۔ جہاں ان پر حقوق اللہ کی ادائیگی لازم ہے وہاں حقوق العباد پورے کرنا بھی ان پر فرض ہے۔ یوں معاشرے میں محروم طبقات کی ضروریات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اور وہ انسان تو شرفِ انسانیت سے عاری ہے جسے صرف اپنے لئے ہر طرح کی سہولیات اور آسائشیں اکٹھی کرنے کی دھن لگی ہوئی ہو اور وہ معاشرے میں موجود فقراء' مساکین اور مفلس لوگوں کی تکالیف اور مشکلات سے کوئی سروکار نہ رکھتا ہو۔ ایسا بے حس انسان نہ صرف انسانیت کے نام پر داغ ہے بلکہ اس کا مقام حیوانات سے بھی بدتر ہے' کیونکہ ہمدردی' خیر خواہی اور دردِ دل کے جذبات ہی انسانیت کا طرۂ امتیاز ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّ و بیاں

سورۃ المدثر میں ذکر ہے کہ جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں پہنچ جائیں گے تو جنتی دوزخیوں سے پوچھیں گے ''تمہیں کون سی چیز دوزخ میں لے گئی؟'' اس پر وہ جواب دیں گے ''ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور فقیروں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور اہل باطل کے ساتھ مل کر (حق سے) انکار کرتے تھے اور روزِ جزا کو جھٹلاتے تھے''۔ یہاں خود دوزخی لوگ جن کاموں کو دوزخ میں پہنچانے کا سبب بتاتے ہیں ان میں پہلی بات نماز کا نہ پڑھنا ہے۔ یہ اللہ کے حق کو ضائع کرنا ہے۔ اور دوسری بات بھوکوں کو کھانا نہ کھلانا ہے اور یہ حقوق العباد کی تلفی ہے۔ پھر فضول قسم کے بحث مباحثے میں الجھنا اور آخرت کی باز پرس سے بے نیاز ہو کر منکرات پر دلیر ہونا یہ ساری باتیں دوزخ میں لے جانے والی ہیں۔ جب آدمی بھوک سے بیتاب ہو تو اُس پر کیا گزرتی ہے؟ کیا کوئی ایمان والا بھوکے آدمی کی بھوک کو نظر انداز کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ مولانا مودودی مرحوم تفہیم القرآن میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی انسان کو بھوک میں مبتلا دیکھنا اور قدرت کے باوجود اُس کو کھانا نہ کھلانا اسلام کی نگاہ میں کتنا بڑا گناہ ہے کہ آدمی کے دوزخی ہونے کے اسباب میں خاص طور پر اس کا ذکر کیا گیا ہے''۔ یہ اس لئے کہ روزی کی فراوانی اور تنگی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ مفلس اور نادار لوگوں کی روزی دنیا میں مالداروں کے رزق میں شامل کر دی گئی ہے اور انہیں تلقین کی گئی ہے کہ یہ حق حق داروں کو پہنچائیں۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ہے: ﴿وَفِىٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝﴾ (الذّٰریٰت: ۱۹) ''اور ان کے مال میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والے مفلسوں کا حصہ ہے''۔

پس لازم ہوا کہ خوشحال اور مالدار لوگ معاشرے کے پسے ہوئے اور دبے ہوئے لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ دیکھئے سورۃ الماعون میں ایک برے کردار کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے: ﴿وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝﴾ ''اور وہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا''۔ تو بھوکے کو کھانا نہ کھلانا اخلاقی اعتبار سے بھی انتہائی گھٹیا حرکت ہے۔ یہاں طعام المسکین کے الفاظ قابل غور ہیں۔ یہ مرکب اضافی ہے۔ اس کا معنی ہے مسکین کا کھانا، یعنی صاحب ثروت اور دولت مند لوگوں کے مال میں مسکین کا کھانا شامل کر دیا گیا ہے۔ صاحب مال کا فرض ہے کہ وہ نہ صرف خود بھوکوں کو اس کا کھانا دے بلکہ دوسروں کو بھی اس اہم کام کی ترغیب دے۔ اسی بات کو سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۲۶ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ......﴾

''اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو اُن کا حق دو۔''

یعنی محروم لوگوں کی خبر گیری کرنا مالداروں پر فرض ہے اور فرض کا ادا نہ کرنا نافرمانی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھوکے کو کھانا کھلانے کی بڑی فضیلت بیان کی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان نے کسی دوسرے مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل اور میوے کھلائے گا اور جس مسلمان نے پیاس کی حالت میں دوسرے مسلمان کو پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی سربمہر شراب طہور پلائے گا''۔ (سنن ابی داوٗد' جامع الترمذی)

دوسری بات جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے وہ ہے مریض کی عیادت کرنا۔ یہ آسان سا کام ہے مگر اجر وثواب کے اعتبار سے اس کی بڑی عظمت بیان کی گئی ہے۔ دنیا میں دکھ سکھ ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ کبھی انسان تندرست ہوتا ہے تو کبھی بیمار۔ بیماری کی حالت میں انسان کو ہمدردی کے کلمات اور حوصلہ افزا الفاظ چین اور اطمینان فراہم کرتے ہیں' جبکہ عیادت کرنے والے کے لئے یہ کام ذرا بھی مشکل نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ خود بیمار کی بیمار پرسی کے لئے جاتے' اس کے پاس تھوڑی دیر ٹھہرتے اور حوصلہ افزا کلمات کہہ کر اسے تسلی دیتے۔ آپ نہ صرف مسلمانوں کی عیادت کے لئے جاتے بلکہ غیر مسلموں کی بیمار پرسی کے لئے بھی چلے جاتے تھے۔ آپؐ کے اخلاق کی یہ بلندی بعض لوگوں کے اسلام قبول کرنے کا باعث بھی بن گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں بھی مریض کی عیادت کی تلقین کی ہے اور اس کے علاوہ کئی دوسرے موقعوں پر اس کام کی فضیلت بتائی ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ مؤمن جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ واپس آنے تک گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے''۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اُس کی عمر کے بارے میں اس کا دل خوش کرو (یعنی اس کے ساتھ حوصلہ افزا باتیں کرو)۔ اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو روک تو نہ سکیں گی لیکن اس سے اس کا دل خوش ہوگا''۔ (جامع الترمذی' سنن ابن ماجہ)

دوسروں کا دل خوش کرنا خود بڑے اجر وثواب کا باعث ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ

عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس بندے نے کسی مریض کی عیادت کی تو اللہ کا منادی آسمان سے پکارتا ہے کہ تو مبارک' اور عیادت کے لئے تیرا چلنا مبارک' اور تو نے یہ عمل کر کے جنت میں اپنا گھر بنالیا''۔ (سنن ابن ماجہ)

تیسری بات جس کا اس حدیث میں حکم دیا گیا ہے وہ ہے قیدیوں کو رہائی دلانا۔ بعض اوقات کسی شخص کو ناحق قید میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ایسا شخص اس بات کا حق دار ہے کہ اس کی رہائی کے لئے جدوجہد کی جائے اور اس کام کے لئے وقت اور پیسہ خرچ کر کے اسے ناحق سزا سے چھڑا کر آزاد کرایا جائے۔ قرآن حکیم میں ہے: ﴿فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝﴾ ''گردنوں کا چھڑانا' یا بھوک کے دن کھانا کھلانا''۔ یعنی یہ کام بہت بڑے اجر کے ہیں۔ قیدیوں میں وہ سب لوگ شامل ہیں جو کسی حادثے کے سبب یا ناموافق حالات کے باعث زیر بار ہو گئے ہوں اور اُن کے وسائل اس قابل نہ ہوں کہ وہ اس افتاد سے آزاد ہو سکیں۔ غلام یا باندی کا آزاد کرانا' قرض دار کا قرض اتارنا' تاوان کی زد میں آئے ہوئے کی مدد کرنا سب فک العانی کا مدعا پورا کرتے ہیں۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن پر کسی کی ضمانت دینے کی وجہ سے مالی بوجھ پڑ گیا ہو اور اُن میں اس کی ادائیگی کی سکت نہ ہو۔ پس یہاں بھی مساکین اور فقراء کی مالی مدد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ وہ زندگی کی پریشانیوں اور مشکلات سے نکل سکیں۔ پھر اس کام میں مال خرچ کرنے کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اور حد تو یہ ہے کہ ایسے انفاق سے مال میں کمی نہیں آتی' بلکہ اجر وثواب کے علاوہ مال میں بھی برکت ہوتی ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ سخی ہمیشہ سخی رہتا ہے' مال خرچ کرنے کے باوجود اُس کا مال کم نہیں ہوتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی (بلکہ اضافہ ہوتا ہے)''۔ (صحیح مسلم)

بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی دس سال پرانی تجویز نئے کتابچے کی صورت میں

پاک بھارت مفاہمت اور مسئلہ کشمیر کا حل

(قیمت: 20 روپے)

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور